'قولِ حکیم'

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم ○

اَلْحَكِيْمِ --- آخری کتابِ الٰہی کے متعدد ناموں میں سے ایک ہے جو سورۂ یونس کی پہلی آیت: الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① ،سورۂ لقمان کی دوسری آیت: الٓمّٓ ۚ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ ②،اور سورۂ یٰسٓ کی دوسری آیت: يٰسٓ ۚ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ ② میں وارد ہوا ہے۔

اَلْحَكِيْم کے تین معنی بیان کیے گئے ہیں: اَلْمُحْكَمُ ، پختہ، بلاشبہہ۔ اَلْمُبِيْن کھلا ہوا۔ الْمُوَضَّح ، واضح۔ یہ تینوں معنی قرآن حکیم پر اس طرح صادق آتے ہیں کہ یہ کتاب لاریب اپنی آیات، تعلیمات، احکامات، مواعظ و نصائح، امثال و عِبر، ہر حوالے اور پہلو سے حکمت و دانش سے لبریز، ہر بات کو کسی اُلجھن، جھجک اور مصلحت کے بغیر کھول کر، پوری وضاحت اور تفصیل سے بیان کرنے والی ہے۔ الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ (ھود۱۱:۱) ''ال ر، فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہیں''۔

اَلْحَكِيْمِ ---اس کتاب کو نازل کرنے والے اللہ ذوالجلال والاکرام کا صفاتی نام بھی ہے۔ اس لیے اسے 'قولِ حکیم' قرار دینا زیادہ اَنسب ہے۔ سورۂ ہود میں ارشاد ہوا: مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ ① (ھود۱۱:۱) ''یہ قرآن صاحب حکمت و آگہی کی جانب سے ہے''۔ سورۂ فصلت میں ارشاد ہوا: تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ㊷ (حٰمٓ السجدہ ۴۱:۴۲) ''حمد و ثنا کے سزاوار اور صاحبِ حکمت کی طرف سے نازل کردہ ہے''۔ سورۃ الجاثیہ اور سورۃ الاحقاف میں بیان ہوا: تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ② (الاحقاف۴۶:۲)، ''اس کتاب کا نزول اللہ غالب و صاحبِ حکمت کی طرف سے ہے''۔

مفصل و محکم آیات، واضح تعلیمات، روشن حقائق، الہامی علوم و معارف اور قطعی

○ فیصل آباد

ارشادات و احکامات پر مشتمل صاحبِ حکمت و تدبیر، صاحبِ تحمید و تمجید، صاحبِ قوت و اختیار، صاحبِ غلبہ واقتدار، صاحبِ علم و آگہی، مالکِ عرش و اَرض، خالق و مدبر و منتظم ومتصرفِ کائنات، ربِّ جنّ و انس، ربِّ عالمین، ربِّ مشرقین ومغربین کی جانب سے نازل کی جانے والی کتاب بلاشبہہ اوریقینی طور پر سرچشمۂ حکمت و دانش 'کتابِ حکیم' ہے۔ جو نہ شاعرانہ تخیل ہے، نہ لفظوں کی جادوگری، نہ کاہنوں کی لفاظی، نہ نثرنگاروں کا لفظی کمال، نہ دانش وروں کے تجاربِ حیات، نہ جادوٹونے کی کتاب، نہ وظیفوں، چلّوں، دُعاومناجات کا مجموعہ، نہ تاریخ کے عبر ومواعظ کا خزینہ اور نہ محض کچھ لفظوں، پاروں، سورتوں سے بھرے اوراقِ مقدّسہ کا بے کیف وسُرور، بے معنٰی ومطلب اور بے نتیجہ وثمر، بے سندوحوالہ محض ایک کتاب، دیگر بے شمار کتابوں کی طرح۔ یہ تو سب کتابوں کی سردار، سب سے جدا، سب سے منفرد، سب کی حکمتوں کا ماخذ، منبع و مصدر و مرجع ہے۔ اسی لیے یہ اَلْكِتٰبُ قرار دی گئی، بلکہ اُمُّ الْكِتٰبِ کے نام سے بھی موسوم ہوئی۔

قرآنِ حکیم --- ہرعہد کے انسانوں کے تصورات، اندازوں اوررویوں کے یکسر علی الرغم حکمت ودانش کا مُرقّع، نصیحت کا مؤثر وبلیغ شاہکار، علوم ومعارف کا بحرِ ذخّار، حقائق ومظاہرِ قدرت کا راہنما، قلب ونظر، روح وفکر، عقیدہ وعمل کا مرکز ومحور ہے۔ دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح اورنجات کا ضامن ہے۔ نظامِ حیات کے ہر پہلو کا مُرشد ومُقتدا، ہرجسمانی وروحانی ضرورت، ہرفکری وعملی اُلجھن کی سلجھن، ہرعہد اورابنائے انسانی کی ہمہ جہت ضرورتوں کا کفیل ہے۔

قرآنِ حکیم --- اس امر کا واضح اعلان اور اس حقیقت کا روشن اظہار ہے کہ بندگانِ خدا کے پاس موجود علم وآگہی، شعور وحکمت، دانش ومہارت سب کچھ ہیچ اور نامکمل اور محض ایک انتہائی قلیل حصّہ ہے اُس حکمت و دانش کے مقابل، جو صاحبِ حکمت خدائے لم یزل نے کتابِ حکمت، قرآنِ حکیم کی صورت میں انسانیت کو عطا کی۔ اُن کے پاس آسمان کی بلندیوں، زمین کی پنہائیوں، سورج و چاند کی تسخیر، ہواؤں، فضاؤں اورسمندر کی لہروں پر تسلّط اور ذرّوں کو ہولناک قوتوں میں تبدیل کرنے کی صلاحیت کے دعوے اور مظاہر، قسم قسم کے بے شمار علوم وفنون سب محدود، نامکمل اور بے کار ہیں۔ اگر وہ کتابِ علم وحکمت کے اس اَزلی واَبدی سرچشمۂ ماضی سے مربوط اور اس کے زیراثر نہ ہوں، اور انسان کو اپنی ذات، مقام و مرتبت، فرائض و حدودِ کار کے شعور سے

آ گاہ وخبردار نہ کریں اور اس کا تابع بنا کر طاقتوں کے واحد مرکز اپنے خالق و مالک اور پالنہار، محسن و مُنعم سے مربوط اور اس کے سامنے سربسجود ہونے پر مجبور نہ کردیں، اور اُسی کے بندوں کو معبودِ حقیقی و اصلی، معبودِ واحد کی بندگی کی چوکھٹ پر لاکھڑا کرکے بے بندگی کی ذلّت، شرمندگی اور اَبدی ہلاکت، بربادی، تباہی اور خُسرانِ عظیم سے محفوظ نہ کردیں۔

اس 'کتابِ حکیم' اور 'قولِ حکیم' کے مہبط، معلّم اور مُبلّغ، مُفسّرِ مُبین اور شارح صاحبِ حکمت اللّٰہ عزوجل کا وہ فرستادہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) ہے، جس سے بڑا حکیم و دانا، نہ کبھی پیدا ہوا، نہ ہوسکے گا۔ جس کی حکمت و دانش کے سارے حوالے اور ناتے وحی الٰہی کے سلسلوں پر مبنی اور منبع علم وحکمت سے مسلسل مربوط تھے، جس نے فرائض منصبی کے پہلے تعارفی اور کلیدی نکتے کے طور پر اقرأ کے حکمِ الٰہی کے ذریعے علم کو اختیار کیا اور اس علم وحکمت کے فروغ کو لائحہ عمل بنایا۔ وہ معلّم کتاب وحکمت کہلایا۔

کتابِ حکمت، قرآنِ حکیم نے اس کا تعارف اور فرائض رسالت کو یوں بیان کیا: یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (اٰل عمرٰن ۳:۱۶۴)۔ وہ لوگوں کو حکمت اور کتاب کی تعلیم دیتا، اور اُن کی زندگیوں سے بےحکیمانہ، جاہلانہ، مفسدانہ نظریات، افکار و اعمال کو اُکھاڑ پھینکتا ہے۔ اس ظلمت و جہالت کے نتیجے میں غیرحکیمانہ رویوں، طریقوں، پابندیوں اور بوجھوں کو اُتار کر روشنیوں سے ہمکنار کرتا ہے: يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ (اعراف ۷:۱۵۷) اور يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ (البقرہ ۲:۲۵۷)۔

وہ ہستی (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) جس کے بطورِ رسول تقرر کے اعلان و تصدیق کے لیے سرچشمہ وحکمت --- کتابِ حکمت کی قسم کھائی گئی: یٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ (یٰسٓ ۳۶:۱-۳) ''یٰس، قسم ہے قرآن حکیم کی کہ تم یقیناً رسولوں میں سے ہو''۔ یہ محض ائمہ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو رفعتِ شان، عُلُوِّ عظمت، شکوہ حُسن و جمال، پاکیزگی وکردار، اعلیٰ نسبی اور بےشمار ذاتی وصفاتی خصائص کے بجاے سلسلۂ حکمت سے جوڑا اور اسے منصبی فرض قرار دیا۔

اس داعی و مُبلّغ حکمت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو اس کتابِ حکمت کی تشریح وتوضیح کا ذمہ دار بنا کر، عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، بالکل درست، سیدھی اور برحق راہِ ہدایت و نظامِ حیات کا راہبر و راہنما

قرار دے کر انسانیت کے لیے تاقیامت اسوۂ کامل، اسوۂ حسنہ اور واجب الاتباع بنا کر شریعت و رسالت کا حرفِ آخر ٹھیرایا گیا۔ اس کی اطاعت و محبت کو دُنیا و آخرت کی کامیابیوں کا واحد ذریعہ بتایا گیا۔

اس کتابِ حکمت، مجمع حکمت، صراطِ حکمت اور صاحبِ حکمت رسولؐ کی نسبت اجرا و اِصدار، الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ، غالب و مہربان ربّ کی طرف کی گئی، تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ (یٰسں ۳۶:۵)۔

اس رسولِ حکمت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب، اس کی توضیح و تبیین طے کر دیا گیا کہ یہ نازل کرنے والے حکیم ربّ کی حکمت و علم کا تقاضا تھا: وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۸ (النور ۲۴:۱۸) "اللہ تمھیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے"۔

اس کتابِ حکیم میں موجود اور رسولؐ کو عطا کردہ حکمتِ الٰہی کے سرچشموں اور وحی الٰہی کے ذریعے حاصل ہونے والی حکمت و دانش کی تبلیغ کے مراحل کا رطے کر دیے گئے۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ۔ زبانِ جبرائیلؑ کے ذریعے صدرِ رسولؐ تک پہنچائے جانے والے قرآن کی کسی کمی بیشی، تغیر و تبدل، ترمیم و اضافے کے بغیر انسانوں تک منتقلی بذریعہ تلاوتِ آیات۔ پھر اُن کے نفوس کی پاکیزگی، فکری و عملی طہارت کے اقدامات، تزکیہ و تربیت کے ذریعے، وَيُزَكِّيْهِمْ۔ ذہنوں اور دلوں کی آمادگی کے بعد يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (اٰل عمرٰن ۳:۱۶۴)، کتاب حکمت کے علوم و معارف اور حکمتوں کا بیان اور حکیمانہ رویوں، کردار، اخلاق، اوصاف، اعمال سے آگہی کا مربوط و مسلسل کارِنبوت۔ بندگانِ خداے حکیم و خبیر پر پروردگار کی نعمتوں اور احسانات کی تکمیل کا بڑا مظہر۔ اُن کی تعلیم، سرچشمۂ حکمت کے اصولوں، ضابطوں کے مطابق۔ گویا فرائض رسالت کا ہر حوالہ، ہر راستہ، ہر بنیاد حکمت و دانش کے ساتھ مربوط و مستحکم کر دیا گیا۔ واضح اعلان ہوا: وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ (النمل ۲۷:۶) "اور (اے نبیؐ) بلاشبہہ تم یہ قرآن ایک حکیم و علیم ہستی کی طرف سے پا رہے ہو"۔

حکمت و دانش کا یہ حوالہ، یہ نسخۂ کیمیا، یہ راہنما، یہ مصدر و منبع اور مرجع--- قرآنِ حکیم کے سوا اور کچھ نہیں، جو معلم کتاب و حکمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ انقلاب کا بنیادی ہتھیار، ترجیح اوّل اور حتمی ہدف تھا۔ جس نے اِقْرَاْ کے ذریعے اس سرچشمۂ حکمت، ربّ کائنات سے متعارف و مربوط کیا، جس نے قلم کے ذریعے علم و حکمت کو فروغ دیا--- اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ (العلق

۱:۹۶) اور عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ (العلق ۹۶:۴)--- اور انسانیت کو سلسلۂ علم وحکمت کے بنیادی آلات واوزار--- قلم وقرطاس--- کے ساتھ جوڑ دیا۔

سورۃ النساء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت وتدبر اور اس کے مصادر پر مُہر تصدیق ثبت کر دی گئی۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط (النساء ۴:۱۱۳) ''اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمھیں معلوم نہ تھا''۔ آپؐ کو کتاب وحکمت بھی عطا کی گئی، حکمت کے سب زاویے اور پہلو بھی آشکار کیے گئے اور کائنات کی وہ ساری حقیقتیں عیاں اور معلومات فراہم کر دی گئیں، جو فرائضِ رسالت کی ادایگی کے لیے ضروری اور ربِ علیم وحکیم کے علم وحکمت کا پرتو اور تقاضا تھا۔

بندگانِ خدا کی حیات وممات اور دُنیا وآخرت کے لیے تین فیصلہ کن اور مؤثر و غالب کردار--- اللہ، رسولؐ اور کتاب--- طے ہوئے اور 'حکمت' اِن کا مشترک حوالہ اور اُصل قرار پایا۔ اور یہی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ قرآن کا ۲۳ سالہ الٰہی طریقہ اور اس کی تعلیم، تبلیغ اور تنفیذ کا لائحہ عمل ٹھیرایا گیا۔ معلم کتاب وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل ۱۶:۱۲۵)، ''اے نبیؐ! اپنے ربّ کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ''۔ حکمت، نصیحت، دعوت اور فکری وعملی تغیر وتبدل کا تدریجی وارتقائی عملی نمونہ بھی اسی حکمت کا ۲۳ سالہ مظاہرہ بن کر داعیانِ حق کے لیے راہنما اُصول بن گیا۔

'حکمت' انسانیت پر بہت بڑی نعمتِ خداوندی ہے۔ یہ حکمت کسے اور کتنی دینی ہے؟ اور اس سے کیا نتائج اخذ کرنے ہیں؟ یہ حکیم کبیر، علیم وخبیر، عزیز ورحیم کی اپنی صواب دید ہے، مگر یہ حقیقت ظاہر وکائنات پر غالب ہے: وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (البقرہ ۲:۲۶۹)، جسے 'حکمت' جب، جتنی اور جس مقصد کے لیے عطا کی گئی، دراصل اُسے دُنیا جہان کی سب سے بہتر، قیمتی، مفید، مؤثر، فیصلہ کن نتائج، بھلائیوں، کامرانیوں اور عظمتوں کی کنجی عطا کر دی گئی۔

اللہ ربّ العزت نے اپنی حکمت ومشیت کے تحت اوّلاً اپنے انبیاؑ ورُسلؑ کو 'حکمت' عطا کی۔ یہ اپنے اپنے عہد کے خیر الخلائق، پاکیزہ، خدا کے مقرب ترین اور تااَبد انسانیت کے لیے مقتدا اور راہنما ہیں۔ اسی طرح کچھ دیگر نیک اور پارسا لوگوں کو بھی حکمت کی دستارِ فضیلت سے نوازتا رہا ہے اور

اُن کے اقوالِ حکمت اور طریق حکمت کو کتابِ حکمت 'قرآنِ حکیم' میں ذکر کرکے اُنھیں اَمر کردیا۔ حضرت لقمانؑ جو اغلباً پیغمبر نہیں تھے مگر حکمت الٰہی کے وصول کنندہ ہوئے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ (لقمٰن۳۱: ۱۲) ''ہم نے لقمانؑ کو حکمت سے نوازا''۔ یقیناً یہ اللہ ہی ہے، جو حکمت بھی دیتا ہے اور اُس راہِ حیات کے انتخاب اور افکار و اعمال کا شعور بھی عطا کرتا ہے اور پاکیزہ و قائدانہ کردار کی مسند تک پہنچاتا اور حکمت سے بہرہ مند ہونے والوں کو انسانیت کا راہنما قرار دیتا ہے، جو حکیمانہ فکر و عمل کا لازمی نتیجہ ہے۔ جس علم و حکمت سے یہ نتائج حاصل نہ ہوں، وہ نہ علم ہے، نہ حکمت۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے، تو 'حکمت' تو ہر ذی نفس کو کسی نہ کسی صورت اور مقدار میں ضرور ملتی ہے۔ بالخصوص انسان اس حکمت و تدبر سے کام لے کر اپنی معاش کا خوب اہتمام کرتا ہے، مگر حکمتِ رسالت و نبوت سے اِعراض کرکے اپنی معاد (آخرت) کا سامان نہیں کرپاتا۔ اس طرح غیرانسانی مخلوق کو بھی اتنی حکمت و صلاحیت ضرور دی جاتی ہے، جس سے وہ کم از کم اپنی خوراک حاصل اور اسے استعمال اور اپنے مالک کی تابع داری کرسکیں، مگر اللہ نے اِن غیرانسانی مخلوقات کو عطا کردہ حکمت کے نتیجے میں اُنھیں نہ کوئی اختیار دیا ہے، نہ اپنی بندگی کا شعوری پابند ہی بنایا ہے۔ اُن کو حاصل حکمت محض محدود و معدود مقاصد کے لیے ہی ہے۔ البتہ انسان کو حکمتِ الٰہی، حکمت نبوی اور حکمتِ قرآنی کے ذریعے بہت سے تقاضوں کا مکلف ٹھیرایا ہے۔ ان کے دو بڑے مقاصد و تقاضے بتائے گئے ہیں۔

سورۂ لقمان میں پہلا تقاضا بیان ہوا: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ (لقمٰن۳۱: ۱۲) ''ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کا شکرگزار رہو''۔ اللہ کی شکرگزاری کا لازمی اور مستقل رویہ و معمول، بے حدوحساب، بے شمار نعمتوں جن کا ذکر و شمار انسانی حد سے یقیناً باہر--- وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (ابراہیم ۱۴: ۳۴)۔ انسان کی تخلیق، تجسیم، تصویر، تشکیل، عقل، شعور، آگہی، تعلیم، ربوبیت کے جملہ تقاضوں کی تکمیل، خیروشر کی تمیز، غلط اور صحیح کی صلاحیتِ تفریق، قوتِ فکر، طاقتِ اظہار، مرضی اپنانے کی آزادی، زندگی گزارنے کے لیے ہر عمر، ماحول، مزاج کے موافق بے شمار نعمتیں، وسائل، مواقع اور عیش و عشرت کے سارے سامان، ہدایت و ضلالت کے سب راستوں کا شعور اور ردّ و قبول کا اختیار۔ اور ان سب نعمتوں میں سب سے بڑی، جامع، کامل،

اَتم و اَہم نعمت، زندگی گزارنے کا درست طریقہ، عزّت وعظمت کا راستہ، صلاح وفلاح کا ضامن ضابطہ، دین اسلام، دین ہدایت، دین حکمت، دین فطرت، دین یُسر۔ ہر پہلو سے واضح، روشن اور مکمل۔ ایک کتابِ حکمت کی محفوظ، جامع، مفصل اور واضح آیات وتعلیمات کے ساتھ ایک رسولِ حکمت کے اُسوہ وسیرت کے ذریعے حق و باطل کو واضح کرتے ہوئے اِنذار وتبشیر، تعلیم وتبلیغ کے ذریعے، تدریج کے حکیمانہ اُسلوب، نصیحت و موعظت کو طریق کار بنا کر، کسی جبر واِکراہ کے بغیر دعوتِ اِلَی الحق، دعوتِ اِلَی اللہ، دعوت الی الخیر، دعوتِ اِلَی المغفرۃ، دعوت اِلَی النجاۃ، دعوت اِلَی الفوز والفلاح، دعوتِ اِلَی الخیر والابقٰی اور دعوتِ اِلَی السلم کافۃ، دعوتِ اِلَی الجنۃ اور دعوت اِلَی العتق من النار کے منبع ومصدر و معطیٔ حکمت، دین حکمت، کتابِ حکمت، رسولِؐ حکمت کی طرف رہنمائی کی نعمت عظمٰی و کبریٰ پر شکرگزاری، تسلیم ورضا، اطاعت و وفا کے ذریعے حکمت کے اس بلیغ، اعلیٰ اور انتہائی مطلوب ومقصود درجے حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ تک پہنچنا ہے، جو اتمامِ حجت کا مظہر اور اس کے لیے کافی اور حتمی حد ہے۔

اس حکمت کا دوسرا تقاضا کائنات اور مظاہر قدرت اور حکیم وعلیم وخبیر کے افعال واحکامِ حکمت پر غور وتدبر ہے۔ کتابِ حکمت --- قرآنِ حکیم --- اَوَلَمْ يَرَوْا، اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا، اَوَلَمْ يَتَدَبَّرُوْا، اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا، اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا، ترغیبات وتنبیہات واحکامات کے ذریعے اس حکمت آمیز دین اور اس کے احکام کی طرف متوجہ کررہی ہے، مگر اُسے جو اس پر ایمان لائے صدقِ دل سے، اس کے ہر حرف، لفظ، حکم کو تسلیم کرے اور روشنی وہدایت طلبی کے لیے اس میں غوطہ زن ہو۔ اپنے دل کے قفل توڑ کر، جہالت کی عصبیتوں کے حصار سے نکل کر اور ظلمتوں کے اندھیروں اور خودساختہ رسوم وقیود کی بیڑیاں توڑ کر ظلمات سے نُور کے اُجالوں کی جانب سفر کا آغاز کرے اور اس پر مُدام چلتا رہے۔ اپنے دائمی نفع وضرر کا شعور حاصل کرے۔ قدرت کے مظاہر کا مشاہدہ کرکے، اس کی نشانیوں کا مطالعہ کرکے اپنی فطرتِ سلیمہ سے آشنائی حاصل کرے۔ اپنے مقصدِ حیات کا اِدراک کرے، اپنے ربّ، محسن ومنعم حقیقی کو پہچانے۔ مظاہر قدرت وفطرت میں حکیم اعلیٰ و بالا کی حکمت کی نشانیاں تلاش کرے۔ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ کہ اُس دانا وبینا کا کوئی کام حکمت ودانش سے خالی نہیں۔ بے مقصدیت اور افراط وتفریط کا شکار ہے، نہ عدم توازن سے دوچار۔ بندگانِ خدا پر لازم ہے

کہ حکمت الٰہی کے اس مشاہدہ و مطالعہ کے نتیجے میں کائنات کے تمام شاہ کاروں کو حکمت الٰہی کی تصویروں اور دلیلوں اور اُس کی کارفرمائی کی شہادتوں کے طور پر قبول کرے، اور زندگی کے غلط راستوں، ضابطوں اور طریقوں کے انتخاب میں گمراہی سے محفوظ ہوجائے۔

اللہ و رسولؐ اور الکتاب کی حکمت کا لازمی نتیجہ 'صراطِ مستقیم' ہے، جو بندگی کے مکمل اور لازمی اظہار کے طور پر قبول کیا جانا شکرگزاری کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ صراطِ مستقیم بندگانِ خدا کو اپنے فرائض، دوسروں کے حقوق، دُنیا میں ذمہ داریوں کے تعین، ان کی ادایگی کے طریق، روحانی و اُخروی سعادت اور برتری کے سلسلوں کے تتبع کے ذریعے کامیابی و کامرانی اور فوزِ مُبین و عظیم کی منزلِ مراد تک پہنچاتا ہے۔ جس کے بارے میں منبع حکمت نے فرمایا: اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ اور جس کی طلب کی بنیادی دُعا بندگانِ خدا کو سکھائی گئی: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ یہی راستہ اللہ کے محبوب بندوں کا راستہ ہے، جنھیں وہ بے پناہ نعمتوں اور سعادتوں، عزّتوں، عظمتوں سے نوازتا ہے۔ حکمتِ قرآنی سے باغی علم و شعور اور حکمت و دانش کی خودفریبی، بلاشبہہ جہالت و ذلّت کا راستہ ہے۔ جو حکمت کے یکسر مخالف بلکہ اس سے متصادم ہے اور اللہ کے غضب کا شکار ہونے والوں کا طرزِ عمل۔

رُشد و ہدایت اور سلامتی فکر و عمل کے اِن تینوں منابع و مراکز نے اس 'حکمت' کو اختیار اور خود پر لازم ٹھیرانے والوں کو حکمت و دانائی کے ہر سرچشمے کا وارث و حق دار اور اہل قرار دے کر اسے لازماً اختیار کرنے اور مَہد سے لحد تک اکتسابِ علم و حکمت کرتے رہنے کا حکم دیا۔ اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ ''مومن کی گم شدہ میراث یہی حکمت ہے''۔ اس پر لازم ہے کہ ان تینوں اساسی مصادر و منابع سے وابستہ رہتے ہوئے، ان ہی کے زیر اثر ہر سرچشمہ تک رسائی حاصل کرے۔ یہ ہر مرد و زن پر بالخصوص اسلام کے حلقہ بگوش ہونے والوں پر فرض و واجب ہے۔ جہاں سے بھی، جس صورت میں حکمت و دانائی کا کچھ بھی حصّہ ملے، وہ اُسے اپنی گم شدہ میراث سمجھتے ہوئے، اُچک لے، حاصل کرلے اور اپنی جبینِ فضیلت پر حکمت کا ہر روشن چراغ اور دانش کے تاج سجا کر اپنے ماتھے کا جھومر بنالے، مگر اس یقین، اعتماد اور حقیقت کے اعتراف کے ساتھ کہ حکمت کے یہی تینوں سرچشمے ہیں۔ واجب القبول اور صلاح و فلاح کے ساتھ دُنیا و آخرت کی ہر عظمت کے ضامن ___ 'ذاتِ حکیم'، 'رسولِ حکیم' اور 'قولِ حکیم'۔